Academic Discipline for Quranic Higher Education

تخصص علوم وحکمت قرآن کے لیے مقررہ نصاب کے مطابق

اصطلاحات قرآن



الاستاذ: ابوالفضل نور احمد سندھی

ناشر

جامع مسجد ربانی، ہائی وے کالونی، سیکٹر C-18، اسکیم -33، نزد جمالی پُل، M-9 موڑوے، کراچی

فون: 0313-2707097

www.hikmatequran.org hikmatequran@gmail.com Hikmat-e-Quran Institute

بہت سے لغت دان صَلَاۃٌ کے معنی دعا دینے، خیر خواہی اور تحسین یا نشوونما دینا کرتے ہیں۔ جیسے صَلَّیْتُ عَلَیْہِ میں نے اسے دعا دی۔ خیر خواہی کی اور بڑھایا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسلمانوں کے لیے دعا کرنے کے معنی ہیں ان کو نشوونما دینا یا بڑھانا۔ جیسے قرآن مجید میں ہے:

اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ (البقرہ: ۱۵۷)

"یہی لوگ ہیں جن پر ان کے پروردگار کی رحمت اور مہربانی ہے۔"

هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَ مَلٰٓئِكَتُهٗ (الاحزاب: ۴۳)

"وہ اللہ ہے جو تم پر رحمت بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے تمہارے لیے دعائے رحمت کرتے ہیں۔"

قرآن شریف میں ہے کہ:

اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ (الاحزاب: ۵۶)

"اللہ اور اس کے ملائکہ نبی ﷺ کی حوصلہ افزائی اور اس کے مشن کی خیر خواہی کرتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی اپنے نبی کے پروگرام کی خیر خواہی کرو اور اس کا ساتھ دو۔" اس کا عملی طریقہ یہ ہے کہ دین کو قائم کرنے میں اسکی اطاعت کرو۔

الصَّلٰوۃَ جب عبادت مخصوصہ کے لیے استعمال ہوا ہے تو وہ بھی دیگر مذاہب کی طرح روایتی پوجا پاٹ نہیں ہے بلکہ اس کا اصل بھی نظام صلوٰۃ کی صورت میں اللہ تعالیٰ کی عبدیت کا اظہار اور اس کی فرمانبرداری ہے۔ اس طرح نماز کی عبادت میں بھی اپنے

لیے اور دیگر ایمان والوں کے لیے دعا، نشوونما اور خیر خواہی ہے۔ نماز کے لیے قرآن مجید کی آیات المائدہ کی ۶ اور ۵۸ سورۃ نساء کی ۴۳ اور ۱۰۳ سورت جمعہ کی ۹ اور ۱۰ میں نماز کے احکام موجود ہیں جو فرائض اسلام میں شامل ہے۔

قرآن حکیم میں جہاں اقیموا الصلوٰۃ آیا تو اس سے مراد پورا نظام صلوٰۃ ہے جسے قائم کرنے کا حکم ہے۔ اسی نظام صلوٰۃ میں دعا بھی ہے، عبدیت کا اظہار بھی ہے۔ عبودیت کا اقرار بھی ہے، خیر خواہی بھی ہے، مواخاۃ بھی ہے، انفاق اور احسان بھی ہے، ایتاء الزکوٰۃ بھی ہے اور اقامت دین بھی ہے۔ مطلب صلوٰۃ صرف مومن کا انفرادی معاملہ نہیں بلکہ صلوٰت مومن کے لیے اجتماعیت کی روح ہے۔ اس لیے تو اس کو جماعت کے ساتھ قائم کرنے کا حکم ہے۔ اسی طرح سے اجتماعیت کو قائم رکھنے والے اپنی نمازوں کے نتیجہ میں اپنے رب کی صلوٰۃ یعنی رحمت و مہربانی کے مستحق بن جاتے ہیں۔ جس صلوٰۃ میں اجتماعیت اور تعاون کی یہ روح شامل ہو گی تو وہ صلوٰت اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْکَرِ کے نتائج دے گی۔ یہاں فحشاء اور منکرات سے مراد انسان کی وہ سوچ ہے جس کی رو سے وہ صرف اپنی مفادات کی زندگی جی رہا ہوتا ہے۔ جس نماز میں یہ اجتماعیت اور تعاون کی روح شامل نہ ہو گی ایسے نمازیوں کے لیے تباہی ہے۔

فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ ۙ الَّذِیْنَ ھُمْ عَنْ صَلَاتِھِمْ سَاھُوْنَ ۙ (الماعون: ۵-۴)

بعض روایات میں بتایا گیا ہے کہ جہنم کی ایک وادی "ویل" ہے۔ جس میں ایسے نمازیوں کو ڈالا جائے گا۔ جن لوگوں کے لیے یہ تباہی ہے وہ لوگ ہونگے

فَذٰلِكَ الَّذِیْ یَدُعُّ الْیَتِیْمَ ۙ وَ لَا یَحُضُّ عَلٰی طَعَامِ الْمِسْكِیْنِ ؕ (الماعون: ۳-۲)

"یتیموں کو دھکے دیتا ہے اور مسکینوں کے کھانے کے لیے ترغیب نہیں دیتا" یعنی رزق کے ذرائع کو محروموں کے لیے کھلا رکھنے کے عمل میں شامل نہیں ہوتا یا (کوئی

نظام نہیں بناتا۔)" جو نماز ایمان اور انسانیت کے اعلیٰ نتائج دے گی اسی صلوٰت کے لیے قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے کہ:

وَ الَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَیْنَهُمْ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ ﴿۳۸﴾ (شوریٰ: ۳۸)

"اور جو اپنے رب کا حکم مانتے اور نماز کی پابندی کرتے ہیں اور جو باہم مشورہ کر کے تمام امور سرانجام دیتے ہیں، اور جو کچھ روزی انہیں دی رکھی ہے (نیکی کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں۔" نماز کی یہ سرگرمیاں اور عوامل نظام صلوٰت کے ذریعہ ہی سرانجام ہو سکتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریقۂ عبادت، انفاق، احسان بھلائی اور مشاورت کے اجتماعی عمل سے ہوتے ہوں۔

مولانا ابوالکلام آزاد فرماتے ہیں کہ "امر بالمعروف و نہی عن المنکر اپنے آخری درجہ پر پہنچ کر ایک جدید قوت پیدا کرتی ہے، جس کو شریعت کی اصطلاح میں صلوٰۃ الٰہی کہتے ہیں۔ صلوٰۃ کے اندر وہ تمام اعمال کاملہ و حقہ عادل داخل ہیں جن کو عبودیت الٰہی کے ارتقاء وعلّو کے ساتھ دنیا میں ایک انسان کامل انجام دیتا ہے۔ اور اس طرح ہر عام "انسانی فعل" ایک مزید درجہ ترقی و نشو نما پاکر "عبادت" بن جاتا ہے۔ چنانچہ یہی قوت ہے جو اپنی خاموش زبان سے دنیا کی ہدایت کرتی ہے۔" (افادات قرآني: ۵۱۹) مولانا آزاد نے اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ (العنکبوت: ۴۵) اور اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ (ھود: ۸۷) کی آیت میں صلوٰۃ سے مراد یہی صلوٰت الٰہی یا عبادت بیان کی ہے۔ (افادات قرآني: ۵۱۹)

بحیثیت مجموعی صلوٰت اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری کے معنوں میں ہے، نماز اس کی تقریب سپاس ہے۔ خود اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ اور اٰتُوا الزَّكٰوةَ کا کٹھے حکم اور اس کے ساتھ اٰمُرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَهٰى عَنِ الْمُنْكَرِ کی ترغیب الٰہی قوانین کی نظام صلوٰت کی صورت میں

اطاعت و فرمانبرداری کے احکامات ہیں۔ اسی طرح قرآن حکیم میں نفسانی خواہشات اور مال کی طمع کو بھی صلوٰتُ کی ضد بتایا گیا ہے۔

فَخَلَفَ مِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ خَلۡفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَ اتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوۡفَ يَلۡقَوۡنَ غَيًّا ۙ﴿۵۹﴾
(مریم: ۵۹)

"لیکن پھر ان کے بعد ایسے ناخلف ان کے جانشین ہوئے جنہوں نے صلوٰۃ کی حقیقت کھو دی اور اپنی نفسانی خواہشوں کے پیچھے پڑ گئے۔ سو قریب ہے کہ ان کی سرکشی ان کے آگے آئے۔" سورت ہود میں ہے کہ حضرت شعیب سے ان کی قوم نے کہا کہ:

قَالُوۡا يٰشُعَيۡبُ اَصَلٰوتُكَ تَاۡمُرُكَ اَنۡ نَّتۡرُكَ مَا يَعۡبُدُ اٰبَآؤُنَاۤ اَوۡ اَنۡ نَّفۡعَلَ فِىۡۤ اَمۡوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا ؕ اِنَّكَ لَاَنۡتَ الۡحَلِيۡمُ الرَّشِيۡدُ ﴿۸۷﴾ (ھود: ۸۷)

"کیا تیری صلوٰت تجھے یہ حکم دیتی ہے کہ ہم اسے چھوڑ دیں جس کی عبادت ہمارے باپ دادا اختیار کئے چلے آرہے ہیں۔ یا ہم اپنے مال و دولت کو بھی اپنی مرضی کے مطابق خرچ نہ کریں؟" یعنی ان کی سمجھ میں یہ بات نہیں آتی تھی کہ یہ کیسی صلوٰۃ ہے جو معاشیات تک کو بھی اپنے دائرے کے اندر لے لیتی ہے۔ اس سے بھی صلوٰۃ کا مفہوم واضح ہو جاتا ہے کہ نظام صلوٰۃ میں ایک مومن بندہ حاصل مال و دولت کو اپنی مرضی سے خرچ کرنے اور اپنی ذات کے لیے جینے کے ذہنی فتور (فواحش اور منکرات) کے ساتھ جینے کا مجاز نہیں۔ ایک مومن حاصل شدہ ان مالوں کو اپنے پاس امانت سمجھے گا جن مالوں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے جنت کے بدلے میں مومنوں سے جانوں اور مالوں کا سودا کر لیا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ اشۡتَرٰى مِنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اَنۡفُسَهُمۡ وَ اَمۡوَالَهُمۡ بِاَنَّ لَهُمُ الۡجَنَّةَ (التوبہ: ۱۱۱)

یہی نظام صلوٰۃ والی نماز صرف اپنی ذات کے لیے جینے کے اس ذہنی فتور سے آزادی دے گی جس کا اعلان قرآن حکیم نے اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنۡهٰى عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَ الۡمُنۡكَرِ (العنکبوت: ۴۵) کی

صورت میں کر دیا ہے۔

تاج العروس میں صَلِیَ وَاصْطَلَیَ کے معنی لزوم یعنی وابستگی کے آئے ہیں قرآن مجید کی سورۃ المدثر میں جو یہ آیا ہے کہ: قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ﴿۴۳﴾ (المدثر: ۴۳) ”ہم مصلین سے نہیں تھے“ کے معنی یہ ہیں کہ ہم انبیاء کرام کی پیروی نہیں کرتے تھے (مفردات راغب اصفہانی) اسی طرح سورت القیامۃ میں فَلَا صَدَّقَ وَ لَا صَلّٰى ﴿۳۱﴾ کے مقابلہ میں وَ لٰكِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ﴿۳۲﴾ (القیٰمۃ: ۳۲-۳۱) یعنی ”نہ اس نے تصدیق کی اور نہ وابستگی جوڑی بلکہ الٹا (پیغمبر یا قرآن کو) جھٹلایا اور منہ موڑا۔“ سورت العلق میں ہے اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يَنْهٰى ﴿۹﴾ عَبْدًا اِذَا صَلّٰى ﴿۱۰﴾ (العلق: ۱۰-۹) یعنی ”خدا کا بندہ اپنی عبدیت کی وابستگی قائم رکھنا چاہتا ہے تو یہ مخالف اس کے راستہ میں رکاوٹیں ڈالنا چاہتا ہے۔“ یہ آیات بھی صلوٰت کے روح سے آگاہ کرتی ہیں۔

نماز میں روزانہ کی کئی رکعات کے اندر ہم سورۃ فاتحہ کا عہدنامہ پڑھتے ہیں۔ یہ عہدنامہ نظام صلوٰت کے ایک بہت بڑے حلف نامہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾ سے ہم سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی ربوبیت عامہ کا اقرار کرتے ہیں کہ ہم تیری ربوبیت اور پالنہاری کے احکام اور قوانین کو مانتے ہیں اور ان پر عمل کرنے کا عہد کرتے ہیں۔ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳﴾ سے ہم اللہ تعالیٰ کی رحمت تمام مخلوقات کے لیے بخشائشوں کا موجب مانتے ہیں۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴﴾ سے ہم آخرت میں تمام اعمال کا بدلہ حصہ میں آنے کا یقین مانتے ہیں کہ جو کچھ تیری عبدیت اور رضا کے لیے ہم اعمال کریں گے ان کا بدلہ تم سے ملنے والا ہے۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ سے ہم اپنی عبدیت کو صرف اور صرف اللہ سے وابستہ رکھتے ہیں اور اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿۵﴾ سے ہم یہ اقرار کرتے ہیں کہ ہماری عبدیت صرف اقرار تک نہیں ہے۔ ہم تیری بندگی کرتے ہیں۔ تیرے احکام

اور قوانین کو مانتے ہیں۔ ان پر عمل کرتے ہیں یہ ہماری عبدیت ہے۔ اب ان احکام اور قوانین پر عمل کے نتیجہ میں ہمیں اپنی عبودیت اور استعانت عطا کر۔ عبدیت بندگی کا اظہار ہے اور عبودیت اللہ تعالیٰ کے احکام اور قوانین پر عمل کر کے اس کی رپورٹ پیش کرنے کا عمل ہے۔ اگر عبادت کرنے میں انسان کے پاس انسانی بھلائیوں اور زندگی کے اعمال میں اللہ تعالیٰ کے احکام و قوانین پر عمل کی رپورٹ نہیں تو انسان عبودیت کی روح اور ارفع درجات سے محروم ہے۔ اس طرح وہ خود کو اللہ تعالیٰ کی استعانت کا مستحق نہیں ٹھہراتا۔ پھر ہم اللہ تعالیٰ سے صراط مستقیم یعنی سیدھے راستہ کی ہدایت کے طلبگار ہوتے ہیں۔ یہ صراط مستقیم اللہ تعالیٰ کے قرآن حکیم میں بتائی ہوئی ہدایت احکام اور قوانین ہیں۔ اور آخر میں ہم اس سیدھی راہ سے بھٹکے ہوئے اور غضب یافتہ لوگوں کے طریقوں اور راستوں سے پناہ مانگتے ہیں۔ پھر رکوع اور سجدہ میں بھی ہم بار بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ اور سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کے الفاظ سے اللہ تعالیٰ کی ربوبیت اور پالنہاری کی عظمت، مہربانیوں اور بھلائیوں کی تسبیح یعنی فرمانبرداری کا اقرار کر رہے ہوتے ہیں۔ تشہد میں ہم درود شریف کے ذریعہ پیغمبر محمد کریم ﷺ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اپنی خیر خواہی اور وابستگی کا اظہار کر کے ان کے طریقوں پر چلنے کا عہد کرتے ہیں۔ ان کا طریقہ تو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے لیے جینا، اسی کے لیے مرنا اور سب کچھ اسی کے لیے خرچ کر دینا تھا۔ اب اگر یہ تسبیح، درود اور فرمانبرداری کا اقرار صرف الفاظ کا ہو اور اس میں اللہ تعالیٰ کی ربوبیت اور پالنہاری کے نظام میں انفاق و احسان کی بساط بھر کوئی شرکت نہ ہو تو پھر ہماری نماز رسمی دکھاوا بن جاتی ہے اور ایسی نمازوں کے لیے اللہ تعالیٰ کے پاس فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ ۙ کے فیصلے صادر ہوتے ہیں۔

بہر حال صلوٰۃ اللہ تعالیٰ کی عبادت و عبودیت اور اطاعت و فرمانبرداری کا ایک

مربوط نظام ہے۔ صلوٰۃ اسی نظام کے ساتھ پہلی امتوں کو بھی دی گئی اور خیر امت کو بھی اس کی اقامت کا فریضہ اس طرح دیا گیا جس طرح زندگی کے لیے تمام احکام و شرائع کی تکمیل کے لیے اَقِیۡمُوا الدِّیۡنَ کی ذمہ داری دی گئی۔ اب جس طرح دین کو مکمل قائم کرنا اللہ تعالیٰ پسندیدہ ہے اسی طرح صلوٰۃ کو بھی مکمل قائم کرنا بھی اللہ تعالیٰ کو پسندیدہ ہے۔

قرآن حکیم کی یہ وہ آیات ہیں جو اپنے سیاق و سباق میں صلوٰۃ کے جامع قرآنی تصور کو واضح کرتی ہیں:

١. اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیۡہِ وَ سَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا ﴿۵۶﴾ (الاحزاب: ٥٦)

٢. اَرَءَیۡتَ الَّذِیۡ یَنۡہٰی ۙ﴿۹﴾ عَبۡدًا اِذَا صَلّٰی ؕ﴿۱۰﴾ (العلق: ١٠-٩)

٣. فَلَا صَدَّقَ وَ لَا صَلّٰی ﴿۳۱﴾ وَ لٰکِنۡ کَذَّبَ وَ تَوَلّٰی ﴿۳۲﴾ (القیامۃ: ٣٢-٣١)

٤. قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ تَزَکّٰی ﴿۱۴﴾ وَ ذَکَرَ اسۡمَ رَبِّہٖ فَصَلّٰی ﴿۱۵﴾ (الاعلیٰ: ١٥-١٤)

٥. ہُوَ الَّذِیۡ یُصَلِّیۡ عَلَیۡکُمۡ وَ مَلٰٓئِکَتُہٗ لِیُخۡرِجَکُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوۡرِ ؕ وَ کَانَ بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ رَحِیۡمًا ﴿۴۳﴾ (الاحزاب: ٤٣)

٦. اِنَّنِیۡۤ اَنَا اللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعۡبُدۡنِیۡ ۙ وَ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکۡرِیۡ ﴿۱۴﴾ (طٰہٰ: ١٤)

٧. وَ الَّذِیۡنَ یُمَسِّکُوۡنَ بِالۡکِتٰبِ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ ؕ اِنَّا لَا نُضِیۡعُ اَجۡرَ الۡمُصۡلِحِیۡنَ ﴿۱۷۰﴾ (الاعراف: ١٧٠)

٨. وَ الَّذِیۡنَ اسۡتَجَابُوۡا لِرَبِّہِمۡ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ ۪ وَ اَمۡرُہُمۡ شُوۡرٰی بَیۡنَہُمۡ ۪ وَ مِمَّا رَزَقۡنٰہُمۡ یُنۡفِقُوۡنَ ﴿۳۸﴾ (الشوریٰ: ٣٨)

٩. وَ الَّذِیۡنَ صَبَرُوا ابۡتِغَآءَ وَجۡہِ رَبِّہِمۡ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَ اَنۡفَقُوۡا مِمَّا رَزَقۡنٰہُمۡ سِرًّا وَّ عَلَانِیَۃً

وَّيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۲۲﴾ (الرعد: ۲۲)

۱۰. رَبَّنَآ اِنِّيْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ ﴿۳۷﴾ (ابراھیم: ۳۷)

۱۱. وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۭ وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰى حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَيْءٌ وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۭ اِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۭ وَمَنْ تَزَكّٰى فَاِنَّمَا يَتَزَكّٰى لِنَفْسِهٖ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿۱۸﴾ (فاطر: ۱۸)

۱۲. وَاَنْ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّقُوْهُ ۭ وَهُوَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۷۲﴾ (الانعام: ۷۲)

۱۳. فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ﴿۵۹﴾ (مریم: ۵۹)